AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خواتین سیرت نگاروں کے رجحانات اور اسالیبِ تحقیق: ایک مطالعہ

Trends and Research Methodologies of Female Biographers: A Study

Dr. Hafiz Saeed Ahmad
Director, Institute of Orientalism Mianwali
Tuba Gul
Visiting Lecturer, University of Mianwali; PhD Scholar, University of Education, Lahore

Abstract

This study explores the trends and research methodologies employed by female biographers in the field of Islamic biography (Sīrah). Over the years, female scholars have made significant contributions to the study of the life of Prophet Muhammad (PBUH), offering unique perspectives shaped by their social, cultural, and intellectual backgrounds. By analyzing selected works of prominent female Sīrah writers, this research highlights their thematic preferences, narrative styles, and methodological approaches. The study also examines how these authors address various aspects of the Prophet's life, including his personal character, family relations, and societal contributions. Additionally, it assesses the extent to which gender-based experiences influence their interpretative frameworks and analytical perspectives. Through a comparative lens, the research contrasts the approaches of female biographers with their male counterparts, shedding light on the distinctive contributions of women in Sīrah literature. This study underscores the importance of recognizing and promoting female scholarship in Islamic historical and biographical studies. The findings suggest that the diverse perspectives of female biographers offer a more comprehensive understanding of the Prophet's life and contribute to the richness of Islamic historiography.

Keywords:*Female Biographers, Sīrah Literature, Research Methodologies, Islamic Historiography, Gender Perspectives*

سیرت النبی ﷺ کے موضوع کی مثال ایک ایسے سدابہار پھول کی ہے جو موسموں کی قید سے ماوراہے، اس کی تازگی کو ہمیشگی حاصل ہے، اس کی خوشبو جغرافیائی حدود و قیود سے بے نیاز ہے، یہ ہر زمانے میں اپنا ایک وجود رکھتاہے، اس کی نکھار کا کیا کہنا! جب سے وجود میں آیا ہے اس وقت سے لے کر لمحہ موجود تک بہاروں اور خوشبوؤں کی ایک برسات ہے ،جو رم جھم رم جھم کی صورت میں برس رہی ہے، یہ خوبصورت منظر آج بھی دنیا کو دکھانے کی ضرورت ہے، مسجد و محراب کا قیام، فقہی مجالس کا قیام، دروس قرآن وحدیث، تحقیقی اداروں کا قیام، مجلات کی اشاعت اور کانفرنسز کا انعقاد وغیرہ، یہ سبھی حلقے اسی دلآویز عنوان کی تفسیر ہیں۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دنیائے تحقیق پر نظر دوڑائی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اس عظیم ہستی کی شخصیت کے مختلف پہلو اجاگر کرنے کے لیے دنیا کی مختلف زبانوں میں کام ہوا ہے، خود زبانوں کو اعزاز نصیب ہوا اور اس زبانوں میں لکھنے والے ادیبوں کو عزت نصیب ہوئی کہ انہوں نے اس ہستی پر اپنے الفاظ پھولوں کی صورت میں نچھاور کیے ایک مشہور مستشرق "مارگولیتھ" نے اپنی ایک کتاب "Muhammad and the rise of Islam" میں لکھا ہے کہ

"The Biographers of the Prophet Muhammad from a long series which it is Impossible to end but in which it would be honourable to find a place"

تاریخ کے اوراق اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ دنیا میں موجود شخصیات میں جس پر سب سے زیادہ لکھا گیا اس میں محمد ﷺ کی شخصیت سر فہرست ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اس دنیا میں سب زیادہ اثرات مرتب کیے اور اس کا اعتراف اغیار نے بھی کیا ہے اور اس کا مختصر جائزہ سیرت کے موضوع پر مستشرقین کے کام سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ اور ان کے کام کے نتائج نے سیرت پر محمد ﷺ کے ماننے والوں کی طرف سے نئے اضافات سامنے آئے کیونکہ مستشرقین نے نبی ﷺ کی شخصیت پر مختلف پہلوؤں پر حملہ کیا جن میں نمایاں نام ہیں:

ولیم میور نے The Life of Mohammad، اور مارگولیتھ Mohammad and the rise of Islam (New York 1905) نے کتابیں لکھیں اور محمد ﷺ کی شخصیت کو داغدار کرنے کی ناکام سعی کی لیکن سرسید احمد خان نے خطبات احمدیہ اور علامہ شبلی نعمانیؒ نے سیرت النبی ﷺ لکھیں اور مستشرقین کے طریقہ تحقیق اور نتائج کو یکسر رد کیا اور نئے رجحانات کو متعارف کرنے کے سبب بنے۔

موضوع کی خصوصیات:

جن خواتین نے نبی ﷺ پر کام کیا اس کا جائزہ لیا جائے تو بحث طوالت اختیار کر جائے گی لیکن اگر مختصر جائزہ لیا جائے تو چند خصوصیات سامنے آتی ہیں۔

تمام کتب آپ ﷺ کی زندگی کے مختلف موضوعات پر لکھی گئی ہیں کچھ کا تعلق آپ کی پیدائش سے ہے تو کچھ کُتب آپ ﷺ کے بچپن کے حوالے سے لکھی گئی ہیں۔ کوئی عسکری پہلو سے لکھی گئی ہیں تو کچھ خواتین کے کردار کے بارے میں اور کچھ کتب کا تعلق ریاستی کردار سے بھی ہے۔ یہ تمام کُتب ہر لحاظ سے ہمارے لیے ایک روشن راہ ہیں۔

ان خواتین سیرت نگاروں کے اس علمی کام کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ اصلاح معاشرے کے پہلو سے مرتب کی گئی ہیں۔

اس موضوع کی نمایاں ترین خصوصیت یہ ہے کہ عورت قلم کاروں نے رسول ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں عورت کے کردار کی تعین کے لیے سب سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں اور اس کے تحت سیرت کے ادب میں اضافہ کیا ہے جو اس موضوع پر ہونے والے کام کا مثبت پہلو ہے۔

موضوع میں تحدید:

گو کہ مذکورہ بالا موضوع وسعت کے لحاظ سے ایک سمندر رہے اور اس مختصر مقالے میں ان تمام کتابوں کا تعارف، تبصرہ یا اسلوبِ تحقیق پر نہیں لکھا جاسکتا اسی لیے اس کو سعدیہ غزنوی کی کتاب تک محدود کر دیا گیا تا کہ مختصر اوقات اور صفحات پر موضوع کو سمیٹا جاسکے۔ مصنفہ

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نے اس موضوع پر لکھ کر اردو ادب میں گراں قدر خدمت سرانجام دی ہے اور جب ہم نفسیات اور سیرت النبی ﷺ کے موضوع کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس موضوع پر اردو ادب میں خواتین کی طرف سے پیش کیا گیا موضوع بالکل ایک الگ اور اچھوتا محسوس ہوتا ہے برصغیر میں اس عظیم ہستی کی تعریف میں بہت سے کتابیں اور پمفلٹ لکھے گئے ہیں. سیرت کے شعبوں میں خواتین کا حصہ قابل ذکر ہے اور ان کی خدمات ناقابل بیان ہیں۔ اُن میں عزرا نسیم فاروقی، شہناز کوثر، نگہت ہاشمی اور سعدیہ غزنوی کے نام قابل تعریف ہیں۔ جنھوں نے سائنسی نقطہ نظر کی پیروی کی ہے۔ اس آرٹیکل میں سائنسی نقطہ نظر کے حوالے سے سعدیہ غزنوی کی خدمات کا جائزہ لیا جائے گا۔

ان کا مشہور کام "نبی اکرم بطور ماہر نفسیات" ہے. اس نے نفسیاتی ماہر کے طور پر حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر توجہ مرکوز کی اور اس نے انسانی طبقات کے بارے میں نظر ثانی کی تھی. اس مقالے میں، میں اس علاقے میں اس کے کام اور شراکت کا تجزیہ کرنے کی کوشش کروں گی۔

نبی اکرم ﷺ بہ طور ماہر نفسیات از سعدیہ غزنوی

ان موضوع پر کام کرنے والی خواتین میں نگہت ہاشمی، عذرا نسیم فاروقی اور سعدیہ غزنوی ایک نمایاں نام ہیں۔ مذکورہ بالا کتاب کی اب تک 5 اشاعت ہو چکی ہیں پہلی اشاعت 1989 میں جب کہ پانچویں اشاعت 1995 میں ہوئی۔ اس کتاب کی اشاعت کی سعادت "الفیصل ناشران و تاجران کُتب لاہور" کو ہوئی۔ اس ادارے نے اس کتاب کی اشاعت یکے بعد دیگرے پانچ مرتبہ کی۔ یہ کتاب محمد فیضؒ نے زاہد بشیر پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔ یہ وہ کتاب ہے جس کو صدارتی انعام یافتہ قرار دیا گیا۔

کتاب میں بنیادی طور پر آٹھ موضوعات زیرِ بحث لائے گئے ہیں جن کی فہرست ذیل میں دی جا رہی ہے

- تالیف خوف
- احساس گناہ
- احساس کمتری
- کج لباسی
- تعبیر خواب
- شادی اور اس کے مسائل
- منشیات کا مسئلہ
- خُود کشی

وجہ تالیف

روزمرہ کے نفسیاتی مسائل میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کو ماہرین نفسیات نے علیحٰدہ بیماری کے طور پر بیان نہیں کیا۔ حالانکہ عادات، اطوار، کردار میں ان کی حیثیت مسلمہ ہے۔ جیسے کے بغض، غصہ، غیبت، بہتان وغیرہ۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سعدیہ غزنوی موطاامام مالک کا حوالہ دیتے ہوئے یہ حدیث مبارکہ لکھتی ہیں:

حضرت مطلب بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں:

ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اور ان سے پوچھا غیبت کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ تو کسی کے بارے میں کسی چیز کا تذکرہ اس کی غیر حاضری میں ایسے انداز میں کرے کہ اگر اس کے سامنے کی جائے تو اسے بُرا لگے۔ سائل نے پوچھا کہ وہ بات اگر حقیقت ہو تو پھر؟ اگر تو نے باطل کہا تو وہ بہتان ہو جائے گا۔[1]

علماء نفسیات نے ان تمام چیزوں کو دوسری بیماریوں کی علامت قرار دیتے ہیں۔ جیسے کہ ڈاکٹروں کے نزدیک کھانسی بذات خود کوئی بیماری نہیں بلکہ متعدد بیماریوں کی علامت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرداًفرداً بیان کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنی ذات میں ایک مسئلہ ہے اور اس کا حل اسی کے اسباب میں سے تلاش کیا جائے۔

سعدیہ غزنوی کے لیے اس کتاب کی تالیف کا سب سے بڑا مقصد معاشرتی برائیوں کا خاتمہ اسلامی طریقوں سے کرنا ہے نا کہ ناجائز طریقوں سے اپنی زندگی کو عذاب بنانا اور غلط ذرائع سے ان سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے۔

کتاب کا تعارف:

اسلام دین فطرت ہے۔ رسولؐ خدا کے ہاتھوں دین کی تکمیل ہوئی۔ مذہب زندگی کے ہر شعبہ کا احاطہ کیا ہے۔ زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں ہے جس کے بارے میں رسولؐ خدا نے کچھ نہ فرمایا ہو۔ نفسیات انسانی کردار کا مطالعہ کرتی ہے۔ رسولؐ خدا نے انسانی فطرت کردار اور سوچ کے بارے میں بڑے واضح اور ٹھوس خیالات کا اظہار کیا ہے۔ رسولؐ خدا ایک عظیم ماہر نفسیات ہیں لیکن اس طرف توجہ کم دی گئی ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ایک جامع کتاب نبی کریمؐ بطور ماہر نفسیات شائع ہوئی اور اس کتاب کی مصنفہ سیدہ سعدیہ غزنوی نے یہ کتاب لکھ کر اردو ادب میں اس نئے اور اچھوتے خیال کو متعارف کرایا۔ انہوں نے اس اچھوتے موضوع پر قلم اُٹھا کر فکر و نظر کی نئی راہیں کھول دی ہیں کتاب روایتی طریقہ تحقیق سے ہٹ کر لکھی گئی ہے بلکہ اس کا بنیادی مقصد سیرت النبی ﷺ کے نفسیاتی پہلو کو بھرپور انداز سے اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کتاب کا دیباچہ اپنے عہد کے معروف بریلوی عالم دین مولانا محمد حسین نعیمیؒ نے لکھا۔ آپؒ دیباچے میں لکھتے ہیں:

آپؐ نے کسی بھی شخص کو کمتر یا برتر نہیں بنایا۔ سب آدم کی ہی اولاد ہیں کسی میں کوئی فرق نہیں۔ اس کی مثال خطبہ حجۃ الوداع کا یہ مشہور جملہ ہے: کلم من آدم و آدم من تراب فلیس للعربی علیٰ العجمی فضل ولا لعجمی علی العربی ولا لا سود علی الابی ولا لا بیض علی الاسود فضل الا بالتقوی یعنی کوئی کسی سے کمتر نہیں۔ اسی طرح غصے کا نفسیاتی علاج احادیث مبارکہ کی رُو کیا گیا۔ ارشاد نبوی ہے:

اذا غضب احدکم فھو قائم فلیجلس فان ذھب عنہ الغضب فیھا الافاضطجع

"یعنی غصہ آئے تو بیٹھ جائے، اگر غصہ زیادہ آئے تو لیٹ جائے۔

[1] سعدیہ غزنوی، سیدہ، نبی اکرم ﷺ بطور ماہر نفسیات، ص:14-15

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

آگے لکھتے ہیں کہ سیدہ سعدیہ غزنوی نے "نبی اکرم ﷺ بطور ماہر نفسیات" کی تالیف کر کے سیرت النبیؐ کے ہمہ گیر ہونے کا ثبوت فراہم کیا ہے اور ماہرین نفسیات کو اسلامی نقطہ نظر بالخصوص احادیث مبارکہ کے مطالعہ کرنے سے نفسیاتی امراض کا علاج کرنے ے سلسلے میں وافر روشنی فراہم کی۔ انہوں نے سیدہ سعدیہ غزنوی کی کاوش کو قابل تحسین وستائش کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

اور پیش لفظ ڈاکٹر مطیع الرحمان نے لکھا ہے

تخلیقی لحاظ سے انسان قدرت کا ایک مکمل شاہکار ہے۔ اس میں سوچنے، سمجھنے، فیصلہ کرنے اور اپنے گردوپیش سے تاثر حاصل کرنے کی صلاحیت موجود ہے، وہ اگر اچھے ماحول میں رہے اچھی رہبری پائے تو وہ اچھے کردار کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اگر وہ غلط تربیت پائے، اسے اچھی سرپرستی میسر نہ ہو، محبت نہ ملے، زندگی کی دوڑ میں بے سہارا چھوڑ دیا جائے تو وہ اپنے ناپختہ ذہن سے درست فیصلے نہیں کرتا بلکہ آوارگی اور جرائم کا مرتکب ہوتا ہے۔ ذہنی اور جسمانی طور پر زندگی گذارنے کا صحیح اسلوب کیا ہے، قرآن کریم نبی اکرم ﷺ کے اسلوب حیات میں دوسروں کے لیے افادیت کا پتہ بتاتے ہوئے فرماتا ہے

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ[2]

تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

تہذیب و اخلاق کے دعویٰ کرنے والوں نے دوسری جنگ عظیم کے بعد مفتوحہ علاقوں میں جس شرمناک کردار کا مظاہرہ کیا اس کی گتھیاں آج بھی سلجھ نہیں پائیں مگر اس کے مقابلے میں فتح کے نشے میں چور فوجیوں کو انہوں نے جو تربیت دی وہ فتح مکہ کے بعد دشمنوں کے ساتھ دیکھی جا سکتی ہے۔

"جاؤ آج تم سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ اور تم سب آزاد ہو۔"

وہ تلوار کے زور پر نہیں بلکہ اپنے حسن اخلاق اور حسن سلوک سے دنیا پر حکومت کی ترکیب سکھا گئے۔

اسلوبِ تحقیق:

مصنفہ نے کمالِ مہارت سے نبی اکرم ﷺ کی زندگی سے بہت سارے واقعات کا تذکرہ کیا ہے لیکن اس نے ان واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے سیرت کی امہات الکتب یا کتابوں کے حوالے کا اہتمام نہیں کیا کیونکہ محسوس ہوتا ہے کہ کتاب کو تحقیقی نوعیت کا بنا کر پیش کرنے کی بجائے عام فہم انداز میں لکھنے کے رحجان کی پیروی کی گئی ہے کیونکہ کتاب کا بنیادی مقصد پیغمبر اکرم ﷺ کو بطورِ ماہر نفسیات پیش کرنا مقصد تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ مصنفہ نے عربی عبارات کہیں کہیں لکھنے کا التزام کیا ہے، عبارت کے تسلسل کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ عموماً اس نوعیت کی کتابیں لکھتے ہوئے مصنف یا مصنفہ حسنِ عبارت کا اہتمام نہیں کر پاتے۔ احادیث مبارکہ کا حوالہ دینے کے لیے صرف حدیث کی کتب کے نام پر اکتفا کیا گیا ہے۔ لیکن قرآنی آیات کا حوالہ دینے کے لیے سورۃ کا نام اور آیات نمبر کا التزام کیا گیا ہے۔ موضوع کے لحاظ سے تو سیرت النبی ﷺ کا تذکرہ کیا جاتا لیکن مصنفہ نے قرآن کے بیان کا بھی تذکرہ بھی کیا ہے یعنی قرآن اس نفسیاتی پہلو پر کیا گفتگو کرتا ہے۔ کتاب کے ہر موضوع کو بیان کرنے کے لیے اس بات کی کوشش کی گئی کہ عصری معلومات یعنی یورپی ممالک کی صورتحال کے ساتھ ان مسائل کا جائزہ لیا جائے تاکہ مغرب زدہ مسلم نوجوان کو اس حقیقت کا ادراک ہو سکے کہ اس کے لیے مستقیم راہ سیرت النبی ﷺ ہے۔

[2] سورۃ الاحزاب: 21

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کتاب میں کہیں کہیں مغربی اسکالرز کی کتب سے معلومات بھی مہیا کی گئی ہیں۔

بعض موضوعات کا تعارف:

مذکورہ بالا تمام موضوعات کا تعلق فرد سے لے کر معاشرے کی تعمیر اور اصلاح سے ہے کیونکہ اخلاقی اور جسمانی طور پر صحتمند انسان ہی ایک بہترین معاشرے کے قیام کا ضامن ہوا کرتا ہے اور اس حوالے سے دیکھا جائے تو فرد اور معاشرے کا تعلق ہی دنیا کا ایک پہلو ہے ذیل میں مصنفہ کے طریقہ کار کی وضاحت کی جارہی ہے کہ اس نے ان موضوعات پر گفتگو کرتے ہوئے کس طرح کا پہلو اختیار کیا ہے۔ایک صحتمند معاشرہ کے لیے ضروری ہے کہ فرد میں خود اعتمادی کے اوصاف ہوں کیونکہ احساس کمتری میں مارا ہوا انسان کسی بھی لحاظ سے صحتمند نہیں قرار دیا جاسکتا۔مصنفہ اس پہلو سے نبی ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں گفتگو کرتے ہوئے لکھتی ہیں۔

قدرت اگر کسی میں کوئی کمی پیدا کرتی ہے تو دوسری صورت میں اس کی تلافی بھی کرتی ہے جیسے کہ اندھوں کی قوت سماعت اور قوت حافظہ دوسروں کی نسبت بہتر ہوتا ہے۔بعض اوقات احساس کمتری انسان میں جدوجہد اور کچھ کر دکھانے کی قوت پیدا کرتا ہے اور بعض اوقات احساس کمتری سے انسان خود کو اتنی حد تک کمتر سمجھتا ہے کہ نوبت خودکشی تک آجاتی ہے۔لیکن جن لوگوں میں جدوجہد پیدا ہوتی ہے ان میں زیادہ تر لوگ نابینا یا معذور ہیں۔ان میں درج ذیل لوگ قابل تعریف ہیں:[3]

* مصر کے دیہات کا ایک غریب لڑکا جو کہ درحقیقت نابینا تھا اور بھیک مانگنے کے سوا کچھ نہ کر سکتا تھا لیکن اس نے اس حقیقت کو قبول کر کے خود کو ایک ایسے امتحانات کے لیے تیار کیا جو کہ اس کے لیے ناممکن تھے۔اس نے خود کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا اور مصر میں وزیر تعلیم کے عہدے پر فائز ہوا۔
* برطانوی ہوا باز ولیم بیڈر کی دونوں ٹانگیں حادثہ میں کٹ گئیں،فضائیہ سے فارغ کر دیا گیا لیکن اسے جنگ عظیم دوم میں لڑاکا پائلٹ ہونے کا اعزاز حاصل ہوا اور کچھ بالی وڈ والوں نے اس کی زندگی پر فلم تیار کیں۔
* ہیلن کیلر اگر اندھی ہیں تو انہوں نے دنیا بھر میں لیکچر کیے اور اندھوں کی عالمی بہتری میں شاندار خدمات انجام دیں۔
* کراچی کی مایہ ناز نابینا ڈاکٹر فاطمہ دنیا گھوم آتی ہیں۔ان کو ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

ان جیسے لوگوں کے لیے علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے

تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اُونچا اُڑانے کے لیے

بعض اوقات احساس کمتری گھر سے ہی پیدا کی جاتی ہے۔مثلاً ایک بچے کو دوسرے بچے پر فوقیت دی جاتی ہے اس طرح بچے حسد کی آگ میں خود کو جلاتے ہیں اور ان میں احساس کمتری بھی پیدا ہو جاتی ہے۔اور حسد کے حوالے سے قرآن کریم میں ارشاد ہے:

من شرحاسد اذا حسد [4]

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں حسد کرنے والوں کے حسد سے

---

[3] سعدیہ غزنوی،سیدہ،نبی اکرم ﷺ بطور ماہر نفسیات،ص:49،50

[4] سورۃ الفلق:5

لیکن حسد کو صرف دو صورتوں میں جائزہ جس کی تصدیق سیدہ سعدیہ غزنوی صحیح بخاری و صحیح مسلم اور جامع ترمذی کی ایک مشترکہ حدیث کی رُو سے اس طرح کرتی ہیں:

حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عمر کی دو مختلف روایات کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حسد دو صورتوں میں جائز ہے ایک تو وہ اگر کوئی شخص قرآن کا حافظ ہے یا اس کا علم رکھتا ہے اور پھر اس علم کو لوگوں میں عام کرتا ہے تو اس سے حسد کرنا چاہیے اور دوسرے اس دولت مند سے جو اپنے مال کو خلق خدا کی بہتری کے لیے استعمال کر رہا ہے"۔[5]

مذکورہ بالا مبحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مصنفہ نے نبی ﷺ بطور ماہر نفسیات گفتگو کرتے ہوئے مختلف پہلو اجاگر کیے کہ کس طرح لوگوں نے جسمانی عیوب سمیت کمال کی بلندیوں کو چھوا یہ صرف اسی وجہ سے ممکن ہوا کہ انہوں نے اپنے عیوب کو راہ کی رکاوٹ نہیں بننے دیا بلکہ انہی عیوب کو پس پشت ڈالتے ہوئے کمال کی بلندیوں کو چھوا یعنی اصل مسئلہ جسمانی عیب نہیں ہوا کرتا بلکہ ذہنی پستی اور اعتماد کی کمی رکاوٹ کا سبب بنا کرتی ہے اور اس کے علاوہ اس نے پھر قرآن مجید کی آیات کی مدد سے حسد کو اجاگر کیا اور نبی ﷺ کی تعلیمات جو حسد سے بچنے کے لیے تھیں ان کا تذکرہ کیا۔

علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب سیرت النبیؐ میں حس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

اگر ایک شخص پر اللہ تعالیٰ اپنا کوئی احسان کرے، مثلاً اس کو علم و فضل، مال و دولت، عزت و شہرت یا اور کوئی دینی یا دنیوی نعمت عطا فرمائے، تو ان چیزوں کو دیکھ کر اگر کسی دوسرے شخص کے دل میں ان کے حاصل کرنے کی خواہش ہو تو اس کو رشک و منافست کہتے ہیں لیکن اگر وہ ان چیزوں کو دوسرے کے لیے پسند نہ کرے اور اس کی یہ خواہش ہو کہ خدا کی یہ نعمت اس سے چھین کی جائیں، تو اسی کا نام حسد ہے۔[6]

مسلمانوں کے حاسد عنی یہود جب مسلمانوں کو ملنے والی نعمتوں پر جلے مرتے تھے تو اس ضمن میں قرآن مجید کا ارشاد ہوا:

ام یحسدون الناس علی ما اتھم اللہ من فضلہ[7]

یا خدا نے جو اپنے فضل سے لوگوں کو نعمت (قرآن) عطا فرمائی ہے اس پر جلے مرتے ہیں۔

اور ان ی یہ خواہش تھی کہ یہ دولت ان سے چھین لی جائے۔

ودکثیر من اھل الکتاب لو یرد ونکم من بعد ایمانکم کفار حسدا من عند انفسھم [8]

(مسلمانو!) اکثر اہل کتاب اپنے دلی حسد کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لائے پیچھے پھر تم کو کافر بنا دیں

---

[5] سعدیہ غزنوی، سیدہ، نبی اکرم ﷺ بطور ماہر نفسیات، ص:52،51

[6] علامہ شبلی نعمانی وعلامہ سید سلیمان ندوی، سیرت النبیؐ، ج:6، ص:364

[7] سورۃ النساء:8

[8] سورۃ البقرہ:13

AL-AASAR Journal
Quarterly ***Research Journal***
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسی طرح معاشرے کے ایک اہم پہلو یعنی احساس کمتری کو جس طرح قرآن وسنت اور عصری معلومات کی روشنی میں جس طرح اجاگر کیا اور خودکشی جو احساسِ کمتری اور مایوسی کے نتیجے میں جنم لیتی ہے، مصنفہ نے اس دوسرے اہم پہلو معاشرتی بیمار پہلو کو قرآن کی روشنی میں واضح کرتے ہوئے لکھتی ہے:

اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کا خاتمہ خودکشی کہلاتا ہے۔خودکشی کرنے والا اگر مر جائے تو آخرت میں اور اگر بچ جائے تو دنیا میں عمل قانون میں خودکشی زیر دفعہ 308 تعزیرات پاکستان کی تعریف میں آکر سال تک قید بامشقت کا حق دار ہے۔اس کی سب سے بہترین تعریف میں قرآن مجید نے بات کی وضاحت کرتے ہوئے ان تمام اعمال کی ممانعت کر دی جن کے نتیجے میں ہلاکت کا اندیشہ ہو سکتا ہے[9]۔ارشاد ربانی ہے:

و انفقوا فی سبیل الله ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ[10]

اللہ کے راستے میں خرچ کرتے رہا کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو۔

عالمی ادارہ صحت نے خودکشی کی تعریف میں ہر اس اقدام کو شامل کیا ہے جس کے نتیجے میں کوئی اپنی جان کو خطرہ میں ڈالتا یا نقصان میں ڈالتا ہے۔

قرآن نے انفاق اور ہلاکت کو باہم ملا دیا کیونکہ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے وہ لوگ درحقیقت میں خودکشی ہی کے مرتکب ہوتے ہیں کیونکہ جہاں دیگر مسائل کی وجہ سے خودکشی کا لوگ ارتکاب کرتے ہیں وہاں اس میں معاشی تنگدستی سرِ فہرست ہے اگر معاشرے میں انفاق کا رویہ عمومی حیثیت اختیار کر جائے تو معاشرے کے بہت سارے مسائل خود بخود ہی ختم ہو جائیں گے مصنفہ نے خودکشی کے بارے میں عمومی معلومات کو یکجا کرتے ہوئے یوں لکھا ہے:

امریکہ میں ایک سوامی نے لوگوں کو مکتی یا نروان اور سکون قلب کا جھانسا دے کر ایک بستی بسائی جہاں ان کو جنسی بے راہ روی کے ساتھ منشیات کا کھلے بندوں استعمال سکھایا۔جب اسے پتہ چلا کہ پولیس نے اس کے گرد گھیرا تنگ کر دیا ہے اور وہ منشیات فروشی اور فحاشی پھیلانے کے جُرم میں پکڑا جانے والا ہے تو اس نے اپنی اُمت کو جمع کیا اور عذاب خداوندی، جہنم اور دوسری باتیں سنا کر بتایا کہ اگر آج رات تم لوگ خودکشی کر لو تو یقیناً جنت میں جائیں گے۔چنانچہ اگلے دن 800 عورتوں اور بچوں نے بالٹیوں میں زہر گھول کر پیا اور جنت کے لالچ اور عذاب کے ڈر سے اپنے مُرشد سمیت خودکشی کر لی۔[11]

فرانس کی مسلح افواج کے ہر ایک لاکھ جوانوں میں سال بہ سال خودکشی کی شرح بڑھتی ہے۔عام شہریوں کی نسبت فرانسیسی فوج میں خودکشی کا شوق زیادہ ہے۔جب فسادات اور عالمی جنگوں کے درمیان لوگوں کی جان پر بنی ہوتی ہے تو ان دنوں خودکشی کے واقعات کم ہوتے ہیں۔[12]
امریکہ ،فرانس، انگلستان ،سویڈن اور سوئٹزر لینڈ میں جنگ کی دہشت نے لوگوں میں خودکشی کا رجحان بہت کم کر دیا ہے۔جرمنی میں

---

[9] سعدیہ غزنوی،سیدہ، نبی اکرم ﷺ بطور ماہر نفسیات،ص:171

[10] (البقرہ:195)

[11] سعدیہ غزنوی،سیدہ، نبی اکرم ﷺ بطور ماہر نفسیات،ص:173

[12] ایضا،ص:174

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہودیوں کے نسل کشی کی مہم کے دوران کلاس منان نامی یہودی پہلے جرمنی پھر فرانس میں اور فرانس کی شکست کے بعد جان جوکھم سے امریکہ پہنچا جب وہاں پر وہ خطرات سے محفوظ ہو کر برسر روزگار ہو گیا تو اس نے خودکشی کی۔ جب تک جان عذاب میں تھی تو جان بچاتا رہا اور جب خطرہ ٹل گیا تو اطمینان کی زندگی گزارتے وقت خودکشی کر لی۔[13]

اور مذکورہ بالا واقعات کی شہادت وہ قرآن اور الہامی کتاب سے یوں پیش کرتی ہے:

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

ان الملوک اذا دخلوا قریہ افسوھا و جعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ[14]

فاتح افواج جب کسی مفتوحہ شہر میں داخل ہوتی ہیں تو وہاں فتنہ فساد برپا کرنے کے ساتھ ساتھ عزت داروں کو ذلت میں تبدیل کر دیتی ہیں۔

تاریخ میں یہ صورت حال نئی نہیں۔ توریت مقدس میں مذکور ہے:

"تب کسی عورت نے چکی پاٹ ابی مالک کے سر پر پھینکا اور اس کی کھوپڑی کو توڑ ڈالا۔ تب ابی مالک نے ایک جوان کو جو اس کا سلاح بردار تھا، بلا کر اس سے کہا کہ اپنی تلوار کھینچ کر مجھے قتل کر ڈال تاکہ میرے حق میں لوگ یہ نہ کہنے پائیں کہ ایک عورت نے اسے مار ڈالا۔ سو اس جوان نے اسے چھید مار دیا اور وہ مر گیا۔[15]

ابی مالک نے اپنے جھوٹے وقار کو قائم کرنے کے لیے اپنے آپ کو قتل کروایا۔ اسی طرح ساؤل بادشاہ نے بھی کیا۔ جب فلستیوں نے اسے کے ایک دن میں تین بیٹے ہلاک کر دیے تو وہ حوصلہ چھوڑ بیٹھا

"تب اس نے اپنے سلاح بردار سے کہا کہ اپنی تلوار کھینچ اور اس سے مجھے چھید دے۔ تا نہ ہو کہ یہ نامختون آئیں اور مجھے چھید لیں اور مجھے بے عزت کریں۔ پر اس کے سلاح بردار نے ایسا نہ کرنا چاہا، کیونکہ وہ ڈر گیا تھا۔ اس لیے ساؤل نے اپنی تلوار لی۔ اور اس پر گرا۔ جب اس کے سلاح بردار نے دیکھا کہ ساؤل مر گیا تو وہ بھی اپنی تلوار پر گرا اور اس کے ساتھ مر گیا۔[16]

اور ان واقعات کے تذکرہ کے بعد مصنفہ نبی ﷺ جو ایک بہترین ماہر نفسیات بھی ہیں ان کی سیرت کی روشنی میں معاملے کو یوں اجاگر کرتی ہیں:

اور جب فتح مکہ کے وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت فاتح مکہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے اہل مکہ کے مظالم کا بدلہ لینے کی بجائے اعلان کیا:

"آج تم سے کوئی بدلہ نہ لیا جائے گا"

---

[13] ایضاء ص:175

[14] سورۃ النحل:4،3

[15] (قضاۃ:9-53/56)

[16] (سموئیل سکہ 4-31:6)

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خودکشی کے مختلف طریقے وضع کیے گئے چاہے منشیات کی زیادہ مقدار ہو یا کیمیائی زہریں، گھر میں جلنے والی گیس ہو یا پانی میں ڈوبنے سے، گلا گھوٹنے اور پھانسی سے یا بارود اور آتشیں اسلحہ سے بلندیوں سے کود کر یا تیز دھار آلات سے۔ بہرحال خودکشی خودکشی ہی ہے اور اسلام میں اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ وہ عمل ہے جو اللہ کے ہاں ناپسندیدہ ہے اور خودکشی کرنے والے کو جہنم میں جلانے کا سبب بنتا ہے۔

ایک نوجوان کو قتل عمد میں سزائے موت ہوئی، رحم کی اپیل میں مذہبی جنون کے بہانہ سے عمر قید پائی کچھ سالوں بعد رہا ہوئے تو بے گناہ کے خون کی خلش اور مسلسل بے کاری کی وجہ سے افیون کی زیادہ مقدار کھا کر خودکشی کر لی۔[17]

خودکشی کرنے کی ضرورت تب محسوس ہوتی ہے جب انسان ذہنی خلفشار کا شکار ہو اُسے کوئی چیز بے چین کر رہی ہو یا کوئی اُسے بلیک میل کر رہا ہو یا کوئی ایسی وجہ ہو جو ناقابل بیان ہو۔ اس وقت انسان خود کو تنہا محسوس کرتا ہے اور خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ بعض احمق لوگ زندگی کو مذاق جان کر ایسے کھیل کھیلتے ہیں جو ان کو موت کے دہانے پر پہنچا دیتے ہیں ایسی اموات حادثہ نہیں کہی جا سکتیں۔

خودکشی کیا ہے ؟اس موضوع پر یورپی علمی دنیا میں اس کو علمی حیثیت کب دی گئی ؟اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے مصنفہ لکھتی ہیں:

ایمائل ورکھیم پہلا شخص ہے جس نے خودکشی کے مسئلہ کو علم حیثیت دے کر 1897 میں اپنی عظیم کتاب LE SUICIDE مرتب کی۔ اگرچہ اس مسئلے کا جائزہ عمرانی حیثیت سے لیا گیا مگر اس کے باوجود اس کے مشاہدات آج بھی سب سے جامع اور مکمل ہیں۔ اس کی دانست میں خودکشی کرنے والوں کی تین اقسام ہیں[18]:

- EGOISTIC: فرد کو معاشرے سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی بلکہ معاشرہ کو اس کی تکلیفوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔
- ALTRUISTIC: وہ فرد جو یہ سمجھتا ہے کہ اس کے ذمہ معاشرہ کے کچھ فرائض یا اُدھار ایسے ہیں جن کی تکمیل کے لیے وہ اپنی جان اپنے ہاتھوں قربان کر دے۔
- ANOMIC: لوگوں کی بدچلنی یا گناہوں سے تنگ آ کر یہ لوگ دنیا کو اپنے ناقابل پا کر خود کو اس گناہ کے پٹارے سے نکال لیتے ہیں۔

خودکشی کرنے والے کا محرک یہ ہوتا ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو اذیت دے کر دوسروں کو سزا دی مثلاً والد سے جھگڑنے کے بعد اپنے آپ کو ختم کرنے کی کوشش کا مطلب اس کے پختہ ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے باپ کی ایک قیمتی چیز ہے اپنی موت سے اس نے اپنے باپ کو صدمہ پہنچا کر سخت گیری کا بدلہ لیا ہے۔

قرآن مجید میں اس صورتحال کا ایک بڑا آسان حل تجویز کیا ہے:

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ[19]

جو خدا پر بھروسہ کر لیتا ہے وہ اس کی ضرور دستگیری کرتا ہے۔

---

[17] سعدیہ غزنوی، سیدہ، نبی اکرم ﷺ بطور ماہر نفسیات، ص:187

[18] ایضاً، ص 191،190

[19] سورۃ الطلاق:3

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

جب کوئی شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے، مایوسی اس پر حملہ آور ہوتی ہے اور وہ آئندہ سے ناامید ہو جاتا ہے تو اس کا عام حل یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ختم کر کے مصیبتوں سے نکل جائے۔ خودکشی کرنے والا اس لیے مایوس ہوتا ہے کہ اس کی تمام کوششیں اور وسائل اس کی مدد نہیں کر سکتے۔ ایک مسلمان کے لیے اس صورتحال میں اُمید کا ایک بڑا مرکز خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ کیونکہ یہ بات اس کی گھٹی میں پڑی ہے کہ خدا کے وسائل لامحدود ہیں۔ جب وہ ہر چیز پر قادر ہے تو وہ اس اُلجھن کو حل کرنے پر بھی قادر ہے اس لیے مایوسی کا شکار اگر مسلمان ہو تو وہ ناکامیوں کے اندھیروں میں خدا کو مدد کے لیے پکارے گا۔ چونکہ خدا کی شفقت بے پایاں، وسائل لامحدود مصیبت میں کام آنا اس کی صفت، شاہ رگ سے قریب ہونا اس کی شان ہر پکارنے والے کو سننا اس کی عادت ہے۔ وہ وعدہ کرتا ہے کہ جو مصیبت میں اس پر خلوص دل اور پورے یقین سے بھروسہ کرے گا وہ یقینا اس کی امداد کرتا ہے۔ ان حالات میں اسلام پر یقین رکھنے والا کوئی شخص خودکشی کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرے گا۔[20]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو لوگوں نے ان کا مذاق اُڑانا شروع کر دیا تو ان کے دل میں کئی مرتبہ خیال آیا کہ پہاڑ سے کود پڑیں اور اُن کے دل میں مایوسی اور ندامت کی وجہ سے بُرے خیالات آنا شروع ہو گئے تب اللہ کی طرف سے یہ کلام نازل ہوا۔

> والضحی ۔ والیل اذا سجی۔ ماودعک ربک وما قلیٰ۔ والاخرة خیر لک من الاولی ۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی۔[21]
> قسم ہے چڑھتے ہوئے دن کی اور رات کی۔ جب وہ ڈھانپ لیوے، تیرے رب نے تجھے ہرگز نہیں چھوڑ دیا اور نہ وہی وہ تجھ سے ناراض ہے۔ تیری پچھلی حالت پہلی سے بہتر ہو گی۔ اور جلد ہی تیرا پروردگار تجھ سے راضی ہو کر آئندہ کے لیے بہت کچھ دے گا۔

قرآن نے شروع سے ہی خودکشی کی حوصلہ فرسائی کی اور ایسا ارادہ رکھنے والوں کو مشورہ دیا کہ وہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو چھوڑ کر ایسی غلط بات کرنے کی بجائے اپنی مشکل اس کے سامنے لے آئیں۔ وہ ہر طرح سے مہربان اور رحمدل ہے۔ اس کے برعکس انجیل مقدس میں یہود کی خودکشی کا واقعہ مذکور ہے۔

> "میں نے گناہ کیا کہ بے قصور کو قتل کے لیے پکڑوایا۔ انہوں نے کہا ہمیں کیا؟ تو جان۔ اور وہ روپیوں کو مقدس میں پھینک کر چلا گیا اور جا کر اپنے آپ کو پھانسی دے دی"۔[22]

اس کے ساتھ کسی کسی جگہ مذکور نہیں کہ اپنے آپ کو پھانسی دینا ایک غلط اور ناجائز کام تھا اور اس طرح یہودا نے پہلے ایک بے گناہ کو پکڑوالیا اور دوسرا جرم خدا کی دی ہوئی اپنی جان کو ہلاک کیا اور اس طرح اس نے دو قتل کیے۔ سموئیل 2 میں توریت مقدس میں آیا ہے:

---

[20] سعدیہ غزنوی، سیدہ، نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بطور ماہر نفسیات، ص:209

[21] سورۃ الضحیٰ:5۔1

[22] متی باب 12،7-4

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"اپنے شہر کو اپنے گھر گیا اور اپنے گھرانے کا بندوبست کر کے اپنے آپ کو پھانسی دی اور مر گیا"۔[23]

سعدیہ غزنوی صحیح مسلم سے لیا گیا اسی طرح کا ایک واقعہ بیان کرتی ہیں جو عہد رسالت میں ہوا

"حضرت سہل بن سعد الساعدی روایت کرتے ہیں کہ جنگ حنین میں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان بڑے معرکے کی لڑائی ہوئی۔ اصحاب میں سے ایک شخص قزمان نے بڑی بہادری دکھائی اور جہاں کسی کافر کو دیکھا لپک کر تہہ تیغ کر دیا۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی بہادری کی تعریف کی تو فرمایا کہ یہ شخص دوزخی ہے۔ ہم (صحابہ کرام) کو یہ بات سمجھ نہ آئی اور ہم میں سے ایک شخص اگلے روز لڑائی میں اس کا مشاہدہ کرنے دن بھر ساتھ رہا۔ آخر کار یہ شخص زخمی ہو گیا اور جلد از جلد موت کا طالب ہوا۔ اس نے اپنی تلوار کو زمین پر کھڑا کر کے اپنی دونوں چھاتیوں کے دیمیان اس کی نوک رکھ کر پیچھے سے زور لگایا۔ تلوار سینہ کے اندر چلی گئی اور وہ مر گیا۔ مشاہدہ کرنے والا دوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا بات ہوئی؟ ہم نے بتایا کہ آپ ایک جنگجو کو جہنمی قرار دے رہے تھے۔ ہم حیران تھے کہ ماجرہ کیا ہے۔ آج وہ زخمی ہوا تو زخموں کی تاب نہ لا کر اپنے سینے میں تلوا گھونپ کر خودکشی کر لی۔ آپؐ نے فرمایا کہ بعض آدمی لوگوں کو دکھانے کے لیے جنتیوں کے سے کام کرتے ہیں مگر حقیقت میں وہ دوزخی ہوتے ہیں"[24]۔

ان سب امثال سے ظاہر ہوتا ہے کہ جتنے بھی مذاہب ہیں سوائے اسلام کے سب میں خودکشی کی ممانعت نہیں کی گئی جب کہ اسلام میں ہر لحاظ سے خودکشی کی ممانعت کی گئی ہے۔ اور اسے ناپسندیدہ فعل قرار دیا گیا ہے۔

منبر و محراب کی بنیادی ذمہ داری لوگوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کا اہتمام کرنا رہا ہے اور اس پہلو سے لوگوں کی تربیت کے لیے سیرت النبی ﷺ ایک روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتی ہے، آج جو مسائل ہمیں درپیش ہیں اس کی بنیادی وجہ لوگوں کا نفسیاتی طور پر صحتمند نہ ہونا ہے اور اسی وجہ سے کتاب کا اس لحاظ سے نمایاں مقام حاصل ہے کہ نبی ﷺ کا تذکرہ نفسیات کے حوالے سے کرنا ایک کامیاب کوشش ہے۔ اور یہ ان خطیبوں یا واعظوں کے لیے بنیادی کتاب بن سکتی ہے اگر وہ اپنے خطبات میں لوگوں کو حیرت انگیز معلومات دینے کی بجائے ان کی تربیت کا اہتمام کرنے کا شوق رکھتے ہیں اگر تربیت کے لیے سیرت رسول ﷺ کی روشنی کا اہتما کیا جائے تو یہ کتاب مشعلِ راہ ثابت ہو سکتی ہے۔

تجاویز:

* جدیدیت نے آج کے دور میں جو مسائل کھڑے کیے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں، سیاست، معاشرت، معیشت اور ثقافتی سطح پر مسائل کے انبار لگ گئے ہیں، اجتماعی سطح پر بگاڑ کا ایک طوفان برپا ہو گیا ہے اور اسی طرح انفرادی سطح پر بھی مسائل کے انبار لگ گئے ہیں، ان اجتماعی اور انفرادی مسائل کی فہرست بنائی جائے تو اک دفتر وجود میں آجائے گا، آج ضرورت اس امر کی ہے کہ

[23] سموئیل 17:23:2

[24] سعدیہ غزنوی، سیدہ، نبی اکرم ﷺ بطور ماہر نفسیات، ص:212، 213

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مذکورہ کتاب کی فہرست کی روشنی میں مسائل کی فہرست کی دوبارہ ترتیب لگائی جائے اور ان کو اس پہلو سے دیکھا جائے کہ کون سے مسائل ہیں جو انفرادی سطح پر نفسیاتی مسائل کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں اور پھر اجتماعی سطح پر جگہ بنا گئے ہیں اور ان مسائل کو کس طرح سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں حل کیا جا سکتا ہے۔

* مصنف نے احادیث کی کتب ستہ کی روشنی میں ان مسائل کے حل پر توجہ دی اگر ان موضوعات کو کتبِ سیرت کی روشنی میں مرتب کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔
* کتاب کے مندرجات کی روشنی میں مختلف جامعات میں عمرانیات اور نفسیات کے شعبوں میں ایم فل، پی ایچ ڈی کے مقالہ جات لکھوائے جائیں۔
* جمعہ کے خطبات میں ایسے موضوعات کو زیر بحث لایا جائے۔
* معاشرے کی بہتری کے لیے سرگرم تنظیمیں اور NGO's انہی موضوعات کو زیر بحث لائیں۔

کتابیات

* حافظ عبد الغفار، سیرت النبی ﷺ اور مستشرقین، فضلی بک سُپر مارکیٹ کراچی، 2015
* سیدہ سعدیہ غزنوی، نبی اکرم ﷺ بطور ماہر نفسیات، الفیصل ناشران و تاجران کُتب لاہور، 1995ء
* علامہ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، الفیصل ناشران و تاجران کُتب لاہور، 1991
* سید عزیز الرحمٰن، پاکستان میں اُردو سیرت نگاری، دار العلم والتحقیق، 1397ھ
* حضرت محمد ﷺ: منتخب کتابیات اُردو کتب و مقالات